دیواروں کو اُمت مسلمہ کی ایک عالمگیر اسلامی تحریک کی قوت اور معاشی، سیاسی، عسکری، ہر میدان میں موثر تیاری اور منصوبہ بندی کے ہتھیاروں سے گرایا جا سکتا ہے۔

امریکی جارحیت کے تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اُمت مسلمہ میں تبدیلی کی موجودہ بھرپور سیاسی مزاحمتی لہر کو ایک زبردست تہذیبی جنگ میں بدل دیا جائے۔ لوگوں میں مایوسی کی جگہ اُمید کو عام کیا جائے، اضطراب و اشتعال کی طاقت ور لہر کو قوت میں بدل دیا جائے اور اس قوت کو اصلاحِ ذات، اصلاح معاشرہ اور اصلاح حکومت کی طرف موڑ کر نتیجہ خیز بنا لیا جائے۔

ایل ایف او پر ہمارا موقف

مذکورہ بالا عالمی صورت حال کے تناظر میں ملک کے اندر فوجی، اور آدھی تیتر آدھی بٹیر قسم کی جمہوری حکومت بھی تشویش کا باعث ہے۔ طرفہ تماشا ہے کہ جنرل پرویز مشرف چیف آف آرمی اسٹاف ہونے کی حیثیت میں وزیراعظم کے ماتحت ہیں، مگر صدر کے طور پر ان کے ''باس'' ہیں! وزیراعظم ہی نہیں، ۲۲ گریڈ کے سرکاری افسر کی حیثیت سے وہ وزیر دفاع کے بھی ماتحت ہیں اور صدر مملکت کی حیثیت سے پوری کابینہ ان کے ماتحت ہے! بحیثیت چیف آف اسٹاف وہ جوائنٹ چیف کے ماتحت اور فضائی اور بحری افواج کے سربراہوں کے برابر ہیں اور بحیثیت صدر وہ تمام افواج کے سپریم کمانڈر ہیں۔ بحیثیت صدر مملکت پارلیمنٹ ان کے خلاف مواخذے کی قرارداد لا کر انھیں برطرف کر سکتی ہے مگر چیف آف اسٹاف پارلیمنٹ کے احتساب کے دائرہ سے باہر ہے۔ یہ تمام تضادات اپنی جگہ مگر اس پر بھی وہ مصر ہیں کہ اپنی اس مضحکہ خیز پوزیشن کو برقرار رکھیں گے۔

اس صورت حال میں دو حوالوں سے ہمارا ایک واضح موقف ہے جسے سمجھ لینا چاہیے۔ ایک فوج اور اس کی قیادت اور دوسرا پارلیمنٹ اور ایل ایف او۔

ہم اپنی فوج کا احترام کرتے ہیں، بحیثیت ادارے کے ہم ان پر اعتماد کرتے ہیں، ان کی جائز ضروریات پوری کرتے اور ملکی دفاع کے تناظر میں ان کو پوری اہمیت دیتے ہیں اور آیندہ بھی دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ہم اس کی موجودہ قیادت، اس کی اخلاقی و عملی حالت اور

رویوں پر تحفظات رکھتے ہیں اور انھیں فوری طور پر اصلاح طلب سمجھتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ کا موٹو رکھنے والی اس فوج کی قیادت کو اپنا طرزِ عمل درست کرنا ہوگا۔ ہمیں آج کی فوج کی کچھ سطحوں اور دائروں میں ایک بار پھر یحییٰ خانی کلچر کو فروغ دیے جانے پر شدید تشویش ہے۔ ہماری فوجی قیادت کی اخلاقی حالت نے انھیں اندر سے اتنا کمزور کردیا ہے کہ وہ رات گئے موصول ہونے والی ایک ٹیلی فون کال پر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ انھی خامیوں نے انھیں امریکہ کا اتحادی بنا دیا جس کے باعث وہ اس وقت قوم کی نظروں میں اپنی عزت وتوقیر کھو چکے ہیں۔ اخلاقی گراوٹ کا یہ عالم ہے کہ انھوں نے افغانستان و عراق میں ظلم کے اتحادی بن کر اپنی ماؤں اور بہنوں کی ردائیں، بھائیوں اور بیٹوں کا خون ایک ارب ڈالر کے عوض فروخت کردیا ہے۔ ہماری حمیت گروی رکھ کر یہ لوگ رقم حاصل کرتے ہیں اور پھر نہ صرف یہ کہ انھیں اللّے تلّے میں اڑا دیتے ہیں بلکہ نہ معلوم کہاں کہاں اس میں سے کیا کچھ جمع ہوتا رہتا ہے۔ بقول اقبال ؎

قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند

یہ نہیں دیکھ رہے کہ پاکستان کے خلاف کیس مضبوط کیا جا رہا ہے۔ کہوٹہ پابندیوں کی زد میں ہے۔ دشمن جس نے ڈھائی سو کلومیٹر مار کرنے والے عراقی میزائل برداشت نہیں کیے وہ پاکستان کے ڈھائی ہزار کلومیٹر تک مار کرنے والے میزائلوں کو کس طرح نظرانداز کرسکتا ہے۔ ہماری موجودہ قیادت اس احساس سے عاری ہے کہ ہمارے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ ہمیں تنہا کیا جا رہا ہے۔ کشمیر کے حوالے سے ہندو پنڈتوں کے جارحانہ بیانات آ رہے ہیں، بھارت کو بیرونی قوتیں ہمارے خلاف استعمال کرسکتی ہیں اور کسی بھی لمحے جرمِ ضعیفی کی سزا اچانک مرگ کی صورت ہم پر نازل کرنے کی سازشیں ہیں، امریکی ان داتا تک آنکھیں دکھا رہے ہیں اور ان کے دوسری اور تیسری صف کے افسران ''وعدے پورے کرنے'' اور ''کنٹرول لائن'' پر بین الاقوامی سرحد کے قواعد کا اطلاق کرنے کے مطالبہ کر رہے ہیں۔ نیز افغان پاک سرحد کو پھر شعلہ فشاں کرنے کا کھیل کھیلا جا رہا ہے اور ہماری یہ فوجی قیادت چین کی بنسری بجا رہی ہے، خطروں پر پردے ڈال رہی ہے، خوش فہمیوں کے ہوائی قلعے تعمیر کر رہی ہے اور خود اپنی ہی قوم کو

مفتوح رکھنے کے خواب دیکھ رہی ہے۔ کیا قومی سلامتی اور دفاعِ وطن کے یہی طور طریقے ہیں؟ کیا عراق کے عوام کی بے مثال مزاحمت اور سیاست میں ملوث فوج کے پادر ہوا ہونے سے بھی ہماری آنکھیں نہیں کھل رہیں؟ عالمی خطرات اور علاقائی طالع آزماؤں کی طرف سے ملک کی سلامتی کو درپیش خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے جہاں فوج کو سیاست سے پاک رکھنا اور اس کی دفاعی قوت اور قوم کے اعتماد کو ہر تنازع سے بالا رکھنا ضروری ہے' وہیں ملک کے اندر بنیادی امور پر یک جہتی اور حقیقی سیاسی استحکام بھی ضروری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو سمجھنا ضروری ہے کہ لیگل فریم ورک آرڈر کو ہم کیوں تسلیم نہیں کرتے؟

سب سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ بسا اوقات ایک درست موقف پر مدلل گفتگو اور اپنی بات پر پوری دیانت داری کے ساتھ جمے رہنے کو فریق مخالف منفی طور پر پیش کرنے اور اپنے موقف کی کمزوری کو دوسرے پر حملہ کر کے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا ہی کچھ معاملہ ایل ایف او کے سلسلے میں بھی کیا جا رہا ہے اور حکومتی حلقے کوئی مضبوط بنیاد نہ پا کر بات کو الفاظ کی گرد میں اڑانے' ابہام پیدا کرنے اور نان ایشوز میں الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم پورے شرح صدر کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ کسی فردِ واحد کو آئین جیسی مقدس و محترم دستاویز میں ٹاٹ کا پیوند لگانے کی اجازت نہیں۔ ملک کی کوئی عدالت کسی کو یہ اختیار نہیں دے سکتی کہ وہ آئین کو پنسل کی لکھی دستاویز سمجھ لے اور اسے جب چاہے لکھتا مٹاتا اور تبدیل کرتا رہے۔

اسی اصولی موقف کے ساتھ ہم لیگل فریم ورک آرڈر کے نام پر کسی غیر قانونی اقدام کو تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ ہم زمینی حقائق کی بنیاد پر فیصلے کرنے کے قائل ہیں اس لیے یہ سمجھتے ہیں کہ عدالت کی جانب سے صدر مشرف کو دیا گیا تین سال کا عرصہ غلط ہونے کے باوجود اب گزر چکا ہے۔ پارلیمنٹ وجود میں آچکی ہے۔ لہٰذا اب آئین و قانون کے مطابق سارے معاملات اسی فورم پر طے ہونے چاہییں۔ ماضی میں ایل ایف او پر جو مذاکرات ہوئے وہ بھی اس مقصد کے لیے تھے کہ ہم مسائل پیدا کرنا اور قوم اور حکومت کو بند گلی میں دھکیلنا نہیں چاہتے بلکہ اسے روشن شاہراہ پر نکال لانا چاہتے ہیں۔ اسی جذبے کے تحت ہم نے ایل ایف او کی متعدد شقوں پر اتفاق کر لیا ہے یا مناسب ترمیم کے ساتھ انھیں قابلِ قبول بنا لیا ہے اور پارلیمنٹ میں

انھیں منظور کروانے کے لیے اپنا تعاون بھی پیش کر دیا ہے' تاہم یہ طے ہے کہ متحدہ مجلس عمل' وردی والے صدر کو قبول کر کے فوجی آمریت کا تسلسل قائم نہیں رہنے دینا چاہتی۔ ہم اس موقف پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ فوج اپنے دائرے میں اپنی ذمہ داری پوری کرے اور پارلیمنٹ اپنے دائرے میں۔ فوج کو بھی ہمہ وقتی سربراہ کی ضرورت ہے اور ملک کو بھی ہمہ وقتی صدر کی۔ تاہم پوری وسعت ظرف کے ساتھ یہاں بھی ہم یہ پیش کش کرتے ہیں کہ اگر صدر مشرف وردی اتارنے کی کوئی تاریخ دے دیں تو اس سے پہلے ہم پارلیمنٹ سے انھیں صدر منتخب کروا دیں گے اور ایک منتخب صدر کی حیثیت سے انھیں ان کا پورا مقام دیں گے۔ البتہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے اصولی موقف سے اب یا آیندہ ہٹا لے گا تو ایسے شخص کی صحتِ دماغی کے لیے دعا ہی کی جاسکتی ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ پرویز مشرف کی فوجی حکومت اس وقت قوم کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ ہو چکی ہے اور مجلس عمل نے لاکھوں کے اجتماعات سے اپنے بھرپور عوامی قوت ہونے کی حیثیت کو ثابت کر دیا ہے۔ ایسے میں اس قوت کا رخ پرویز مشرف کی طرف موڑ کر انھیں ہٹایا بھی جا سکتا ہے لیکن ہم موجودہ عالمی تناظر میں فی الحال کوئی ایسا اقدام نہیں چاہتے جس سے ملک عدمِ استحکام کی کیفیت سے دوچار ہو۔ تاہم ہمارے اس خیرسگالی پر مبنی جذبے کا مثبت جواب دیا جانا چاہیے۔

ایل ایف او پر ہمارا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ یہ فردِ واحد کا تیار کردہ ہے اور اس کا برقرار رہنا پہلے سے کمزور نظام والے ملک کو مزید خطرات سے دوچار کر سکتا ہے۔ صدر مشرف کو جان لینا چاہیے کہ مستقبل کے خطرات کا مقابلہ عوامی شرکت والے نظام کے بغیر ممکن نہیں: ایک ایسا نظام جس میں عام آدمی اپنی عزت محسوس کرے' عدل اجتماعی قائم ہو' آئین و عوامی نمایندوں پر مشتمل ایوان بالادست ہوں' معاملات شورائیت کے ذریعے طے پاتے ہوں اور دستور پر عمل ہوتا ہو۔ انھیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ دینی قوتوں کی قیادت میں ایک بڑی طاقت و رعوامی لہر موجود ہے جو ملکی نظام کو قرآن و سنت کے تابع دیکھنا چاہتی ہے۔ جو چاہتی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی تیار کردہ سفارشات سے قومی و صوبائی اسمبلیاں اور سینیٹ پورے اخلاص کے ساتھ

رہنمائی حاصل کریں' اور جو امریکہ سمیت دنیا کے تمام ممالک سے باوقار دوستی کا تعلق تو ضرور قائم کرنا اور رکھنا چاہتی ہے مگر اپنی آزادی' حاکمیت' عزت اور ملکی اور ملّی مفادات کے تحفظ کا عزم رکھتی ہے اور ان کے دفاع پر کوئی سمجھوتہ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ ہم آزاد اور متوازن خارجہ پالیسی اور معاشی پالیسی کو ہر قیمت پر استوار کرنے کا عزم رکھتے ہیں اور یہی اس قوم کی آرزو اور عزم ہے۔

جہاں تک جمالی شجاعت حکومت کا تعلق ہے' ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہم اسے گرانا نہیں چاہتے۔ یہ بھلی بری حکومت بہرحال جمہوری ہے۔ ہم تو ان منتخب نمایندوں سے بھی کہتے ہیں کہ وہ اپنے اندر جرأت پیدا کریں اور خود کو مشرف کا غلام بے دام بننے سے بچائیں۔ اسی میں ان کی' حکومت کی اور ملک و قوم کی بہتری ہے۔ لیکن یوں لگتا ہے جیسے مشرف کے بغیر شجاعت صاحب اور جمالی صاحب اپنے آپ کو غیر محفوظ اور سرپرستی سے محروم سمجھتے ہیں' اور مشرف صاحب کو بھی افواج پاکستان پر اپنا زائد المیعاد تسلط قائم رکھنے کے لیے سیاست دانوں کی پشت پناہی کی ضرورت ہے۔

متحدہ مجلس عمل کی اُبھرتی ہوئی طاقت

متحدہ مجلس عمل ملت اسلامیہ پاکستان کے لیے اللہ کا انعام ہے۔ یہ اُمت کے عالم گیر اتحاد کا نقطۂ آغاز ہے اور اس پہلے قدم کی برکتیں اور رحمتیں ہر صاحب ایمان کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے' اور ان شاء اللہ آنے والے دنوں میں اس کی فیوض و برکات کا سلسلہ آگے بڑھے گا۔

مجلس عمل کی بنیاد اخلاص' ایثار' قربانی اور اللہ اور اس کے دین اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت کے ساتھ غیر مشروط وفاداری پر رکھی گئی ہے۔ اس بابرکت اتحاد کے قیام اور برقرار رہنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے تمام ارکان نے اپنے مقاصد کو آگے اور خود کو پیچھے رکھا ہے۔ مشترکات پر جمع ہوئے ہیں اور اختلافی نکات پر سکوت اور باہمی احترام کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ایک دوسرے کے بارے میں اچھی بات کہی ہے یا پھر خاموش رہنے کو بہتر جانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوم نے بھی اس پر بھرپور اعتماد کا مظاہرہ کیا' اسے اپنی محبتوں سے نوازا